

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حدیث میں آیا ہے جو دھوکہ دیتا ہے "فلیس منا" جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا ادب نہیں کرتا اس کے بارے میں آیا ہے "فلیس منا" اس کا کیا مضمون آیا وہ امت محمدیہ ﷺ سے خارج ہو کر کافر ہو گیا یا اور کوئی مضمون ہے۔ مہربانی فرما کر قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد لله، والصلوة والسلام على رسول الله، أما بعد!

دھوکہ و فراڈ کرنے والے چھوٹوں پر رحم نہ کرنے والے، بڑوں کی عزت و توقیر نہ کرنے والوں کے متعلق و عیدین وارد ہوئی ہیں لیکن احادیث مبارکہ میں یہ الفاظ نہیں کہ "فلیس من امتی" یعنی وہ میری امت میں سے نہیں بلکہ "فلیس منا" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں یعنی ہمارے بتائے ہوئے راستہ پر نہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہماری امت میں سے نہیں اگر یہ مطلب لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے کاموں کا مرتکب کافر ہو گیا اور وہ کبھی بھی جہنم سے نہیں نکالا جائے گا۔

حالانکہ خود قرآن مجید فرماتا ہے کہ مشرک کے علاوہ باقی کبیرہ گناہ جسے اللہ تعالیٰ چاہے ابتدا ہی میں معاف کر دے یا بالآخر معاف کر دے۔ لہذا اگر ان کاموں کا مرتکب امت سے خارج ہے اور کافر ہو چکا ہے تو اس کی مغفرت ہرگز نہ ہوگی اور یہ بات نص قرآنی اور کئی ہی صحیح احادیث کے خلاف ہے۔

لہذا اس کا یہ مطلب نہیں بلکہ یہ اس طرح ہے جس طرح کسی نالائق بچے کو اس کا والد یہ کہتا ہے کہ تو میرا بیٹا ہی نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ تو میرا بیٹا ہی نہیں اور میری اولاد سے خارج ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تو میرا لائق اور نیک و صالح بیٹا نہیں ہر زبان میں کام مبالغہ اور زور پیدا کرنے کے لیے اس طرح افہام بد کو استعمال کیا جاتا ہے، یعنی اگر تو میرا بیٹا ہوتا تو میرے ساتھ اس طرح کا سلوک نہ کرتا اور اس قدر میری نافرمانی نہ کرتا گویا کہ تو مجھے اپنا باپ ہی تسلیم نہیں کرتا۔

اس طرح کی عبارات ہر زبان میں کلام میں مبالغہ اور اہمیت ظاہر کرنے کے لیے موجود ہیں جو مجاز یا استعارہ یا تشبیہ بلیغ وغیرہ میں پیش کی جاتی ہیں اور اہل لسان کہنے والے جسے کہا گیا ہے اور کس حالت میں کہا گیا ہے ان سب باتوں کو مد نظر رکھ کر پھر اس کا صحیح مطلب اخذ کرتے ہیں۔

حد کرنے والے کے متعلق صحیح حدیث میں اس طرح ہے کہ:

"حد انسان کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔"

باقی سائل کے نقل کردہ الفاظ مجھے یاد نہیں، مخلوق کو تکلیف دینے والے کے متعلق صحیح بخاری میں اس طرح ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دیکھ لوگ محفوظ ہوں اور فرمایا وہ شخص کامل مومن نہیں جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ و مامون نہیں۔

باقی آگے سائل نے نماز وغیرہ کے متعلق لکھا ہے اس لیے عرض ہے کہ پہلے لکھ چکا ہوں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ کرے گا۔ لہذا ان کاموں کے مرتکب کی نماز (اگر اس نے صحیح طریقے پر پڑھی ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرض سمجھ کر اس کی رضا کے حصول کے لیے ادا کی ہے تو وہ نماز) اور دیگر اس طرح کے کام ضائع نہیں ہوں گے۔ بلکہ اصل معاملہ اس طرح ہوگا کہ اگر کسی شخص نے کسی کے ساتھ بھی ظلم و زیادتی کی ہوگی اور اس کی زندگی میں اس کا حق تلف کیا ہوگا تو اگر اس نے اس سے معافی طلب نہیں کی تو آخرت میں اس کے اعمال میں سے مظلوموں کو ظلم کے بقدر دیا جائے گا۔ پھر اگر مظلوموں میں نیکیوں کی تقسیم کے بعد بھی اس کی کوئی نیکی بچ گئی تو نجات پائے گا اور اگر کوئی نیکی نہ رہی بلکہ سارے کے سارے اعمال مظلوموں میں تقسیم ہو گئے تو وہ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ پھر بعد ایمان اور توحید پر مستقیم بننے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے نجات پائے گا اور یہی صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

حدا ما عیدی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدہ

